

جنگِ یمامہ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اولین جہاد کرنے والے صحابہ کرام

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے ساتھ ہی جو سب سے بڑا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا وہ اسلام لاکر پلٹ جانے والوں کا فتنہ تھا۔ ان میں بنو حنیفہ سب سے آگے آگے تھے۔ اُن کی تعداد بھی زیادہ تھی اور اُن کے پاس مال و اسباب بھی خوب تھا۔ اس لئے سارے عرب میں مرتدین کی کوئی بغاوت اتنی خطرناک نہیں تھی جتنی مسیلہ کذاب کی۔ جب حضرت عکرمہ اور حضرت ثمر جیل بن حنظلہ رضی اللہ عنہما سے کام نہ بنا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اس مہم کے لئے نامزد فرمایا۔ احتیاط کا یہ تھا تھا تا کہ اسلامی لشکر کی حفاظت کا زیادہ سے زیادہ سامان کیا جائے چنانچہ حضرت سلیم رضی اللہ عنہ (۱) کو بھی کمک دے کر روانہ کیا گیا۔ انہیں حکم ملا کہ: "خالد کے لشکر کے پیچھے پیچھے رہو اور پوری طرح جو کس تا کہ دشمن مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے (۲)۔"

وادیِ ریاض میں عقرباء کے مقام پر مسیلہ اور حضرت خالد کا مقابلہ ہوا۔ اہل یمامہ کے پاس بہترین ہتھیار تھے۔ جس میں ان جنگ کا انہوں نے انتخاب کیا تھا اس کے چبے چبے سے وہ خوب واقف تھے۔ ان کے مورچے بنے ہوئے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کو گھیرے میں میں لینے کے لئے کس طرف دھکیلنا بہتر ہوگا۔ (۳) حضرت خالد نے بطاح کے مقام پر کچھ دیر رگ کر اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ کچھ ہدایات دیئے اور آگے بڑھ گئے۔

(۴)

مسیلہ کا ایک ہر اول دستہ جو شبنون مارنے نکلا تھا یمامہ کی گھاٹی کے پاس پکڑا گیا۔ اس جھڑپ میں بُغاء مسلمانوں کے ہاتھ آیا جیسے چھڑانے کے لئے اہل یمامہ بڑے بے قرار تھے۔

مسلمانوں کا علم عبداللہ بن حفص کے پاس تھا اور زید بن خطاب اور ابو حذیفہ بڑھ بڑھ کر مسلمانوں کو لڑا رہے تھے (۵) اور حکم اور رجال مسیلہ کے دو بڑے جنرل اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہے تھے کہ ان کی فوجیں جلد سے جلد حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ جائیں کیونکہ بُغاء یہیں قید تھا۔ (۶) مسیلہ کا حکم تھا کہ: "یمامہ کے اس سردار کو ہر صورت مسلمانوں کی قید سے چھڑا لیا جائے۔"

لڑائی زوروں پر تھی کبھی مسلمان اہل یمامہ پر بھاری نظر آتے کبھی مسیلہ کی فوج مسلمانوں کو ان کے خیموں تک دھکیل دیتی۔ ایک ایسے ہی معرکے میں دشمن حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ گئے۔ بُغاء ان کی آسمکھوں کے سامنے تھا۔ چاہتے تھے اس کی رسیاں کاٹ کر چھڑا لے جائیں کہ حضرت خالد اس موقع پر پہنچ گئے۔ خالد سیف اللہ تھے۔ اہل یمامہ ان کے نام سے ہی خوف کھاتے تھے۔ جب انہوں نے کا نعرہ توحید لگایا تو دشمن کچھ ایسے گھبرائے کہ بُغاء کو چھوڑ پیچھے ہٹ گئے۔ بس دشمن کی یہ جھجک حضرت خالد کے لئے کافی تھی۔ زید بن خطاب، ثابت بن قیس، ابو حذیفہ، براء اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم کو لے کر انہوں نے جوابی حملہ کیا اور اس زور و شور سے کہ

دشمن دینے لگا۔ جان یا آن کا معاملہ تھا۔ اللہ کے سپاہیوں نے بڑھ چڑھ کر جان کی بازی لگا دی۔ ثابت بن قیس پکارے کہ: "مسلمانو! تم اللہ والے ہو اور یہ شیطان کے پیرو۔ غلبہ اللہ والوں کے لئے ہے آؤ (۷) میرے ساتھ دیکھو میں کیسا لڑتا ہوں! اور مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ کا یہ سپاہی یوں دشمنوں پر ٹوٹ پڑا جیسے بجلی ٹوٹتی ہے۔"

ادھر ابو حذیفہ چلائے کہ: "اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو زینت دو۔" اور اپنے عمل سے قرآن کو زینت دینے کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ بنو حنیفہ کے ایک بہت بڑے گروہ نے انہیں گھیر لیا یہاں کیا دیر تھی۔ چاروں طرف تلوار مار رہے تھے۔ پھر کرب جب بھی پینترا بدلتے دشمن دہشت سے گر پڑتے۔ یوں اسلامی لشکر ان جیالوں کی قوت بازو کے بل پر آہستہ آہستہ بڑھنے لگا لیکن بڑی بھاری قیمت پر ابو حذیفہ شہید ہوئے۔ زید بن خطاب شہید ہوئے۔ عبد اللہ بن حنفص شہید ہوئے۔

اب حضرت خالد نے اعلان کیا کہ: "ہر قبیلہ الگ الگ ہو کر لڑے دیکھیں آج کون دشمن پر پہلے قابو پاتا ہے۔"

جنگ کی بھٹی بڑی طرح سلگ گئی اور مسلمانوں نے دشمن کو تلوار کی نوک پر دھر لیا۔ (۸) ایسے کہ بنو حنیفہ کا کس بل جواب دے گیا۔

حضرت خالد نے دیکھا جنگ کا پانسہ میٹ رہا ہے تو اپنے خاص دستے کو حکم دیا کہ: "تیزی سے میرے ساتھ آگے بڑھو! دیکھتے رہنا کہ کوئی مجھ پر پیچھے سے وار نہ کرے!"

اور اب جو سیف اللہ کے جوہر کھلے تو دشمن مہسوت ہو گیا۔ خالد دائیں بائیں ہاتھ چلائے آندھی کی طرح آگے بڑھے۔ زبان پر رجز جاری تھا کہ: "میں سرداروں کا فرزند ہوں۔ مقابل پر جب میزری تلوار اٹھتی ہے خون فشاں ہو جاتی ہے۔"

وہ چاہتے تھے جنگ جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ اس کی ایک ہی صورت تھی کہ مسیلہ کا فاتحہ کر دیا جائے۔ اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کو لے کر خالد دشمن کے قلب۔ لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دیکھا مسیلہ گھوڑے پر سوار اپنے فدائیوں میں گھرا ہوا ہے تو انہوں نے اس کے جاں نثاروں کا حلقہ توڑا اور مسیلہ کو لٹکایا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ مسیلہ کے حواری سنبھل نہ سکے۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے قد، (۹) پیلی رنگت اور عورتوں کے سے ناک نچنے کا آدمی سامنے ہے تو پکارے: "مسیلہ! آجا دو دو ہاتھ ہو جائیں!"

مسیلہ نے دیکھا خالد کی تلوار ہوا میں لہرا رہی ہے تو سمجھ گیا موت سر پر کھیل رہی ہے۔ (۱۰) چاہتا تھا صلح کی کچھ شرائط پر بات چیت کرے کہ حضرت خالد اس پر جھپٹ پڑے۔ مسیلہ اور اس کے ساتھی جان بچا کر بھاگے۔ محکم چلایا کہ: "باغ میں گھس جاؤ، باغ میں!"

بنو حنیفہ پاس کے ایک باغ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا۔

حضرت برآ اور حضرت ابو دُجانہ یہ دیکھ کر فحشیل پر چڑھ گئے اور باغ میں کود پڑے۔ (۱۱) دشمنوں کے بیچ میں! موت کے منہ میں! اللہ رے جگر داری دشمن بھی دنگ ہو گئے۔ بڑا گھمان کلان پڑا۔

مسلمانوں نے اپنے ساتھیوں کی یہ جرأت اور ہمت دیکھی تو ان کے دل بڑھ گئے۔ خود بھی باغ میں کود پڑے

اور اب جو میدان جنگ گرم ہوا تو مسلمانوں کی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا۔ آخر بنو حنیفہ نے ہتھیار ڈال دیے۔ وہ باغ جس میں یہ لوگ جان بچا کر گھس گئے تھے بعد میں حدیقۃ الموت کھلایا۔ (۱۳)۔ یہیں محکم کو حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر نے قتل کیا اور سیلہ حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ وحشی اس لڑائی میں خاص طور پر اس لئے شریک ہوئے تھے کہ سیلہ کو مار کر حضرت حمزہ کو شہید کرنے کا کفارہ ادا کریں۔ (۱۳)

جنگ ختم ہوئی تو یمامہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کے اکیس ہزار آدمی مارے گئے تھے۔ نصف سے زیادہ لنگر! (۱۳) مسلمانوں نے پھر ایک بار ثابہؓ کو دکھایا کہ قوت ایمانی کے آگے نہ تعداد کی کثرت کوئی چیز ہے نہ تیغ و سناں کی ہمتاں کوئی چیز۔

حاشیہ۔

۱۔ حضرت سلیط حضرت اسعد بن زرارہ کے بچائے تھے۔ حضرت اسعد وہی تھے جنہوں نے مدینۃ النبی میں سب سے پہلے نماز جمعہ کا انتظام کیا۔

سلیط عبد نبوی ﷺ کی تمام مہموں میں شریک رہے۔ وہی ہوذہ بن علی والی یمامہ کے پاس حضور رسالت بناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے گئے تھے جس میں ہوذہ کو ایمان لے آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس نے بڑی سردمہری دکھلائی تھی۔ یمامہ کے دار الحکومت الحجر میں سیلہ رہتا تھا (موجودہ ریاض کے پاس)

حضرت سلیط واقعہ حجر میں فرات کے پل کے پاس شہید ہوئے۔

۲۔ تاریخ طبری۔

۳۔ اپنے پسندیدہ محاذ پر لڑنا ایک ایسی برتری ہے جس پر لڑائی کے نتائج کا بڑا انحصار ہوتا ہے۔ سیلہ کو اس لڑائی میں یہ برتری حاصل تھی۔ اس کے پاس افرادی قوت بھی زیادہ تھی اور مسلمانوں کے مقابلے میں اس کی مالی حیثیت بھی بڑی مستحکم تھی۔ اس لئے ہتھیار اور رسد کی طرف سے اسے بے فکری حاصل تھی۔ ارمہاد کے فتنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر کے مدینہ سے باہر کے مسلمانوں نے اسلامی مملکت کے مالیاتی نظام کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس کے باوجود حضرت خالد نے لڑائی کا نقشہ اس طرح جمایا کہ دشمن اپنے دفاع کی ہر چال میں مات کھا گیا۔ مسلمانوں کو اس وقت سب سے بڑی طمانیت یہ تھی کہ وہ اللہ کی زمین پر فساد کے ایک بڑے مرکز کا خاتمہ کرنے اور کمزور عورتوں بچوں اور مردوں کو قرآن کے حکم کے مطابق بچانے نکلے تھے۔

۴۔ بطاح میں رک کر کھنکی فوج کا انتظار کیا گیا تھا۔ اس کے آجانے کے بعد کوچ ہوا۔ یہ بمحکم حضرت سلیط لے کے آئے تھے۔

۵۔ دونوں مہاجرین کے دستوں کے سالار تھے۔ انصار کی کمان ثابت بن قیس کے ہاتھوں میں تھی۔

۶۔ وہ مسلمانوں کے ایک دستے سے جو بنو حامر پر مشتمل تھالہ بنی پرانی ریشوں کا بدلہ لینے نکلتا تھا۔

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو گنگی رکھے ہیں۔ میں گھبرا اگا اور وہ مجھے پسند نہ آئے تو مجھے حکم ہوا کہ میں ان

پر پھونک ماروں میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔

تعبیر اس کی یہ تھی کہ دو جھوٹے نبی نکلیں گے اور مارے جائیں گے۔ ایک اسود غنی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا دوسرا مسیلہ کذاب تھا۔ (بخاری)

۸۔ جنگ کا پانسہ پلٹنے میں مجموعی طور پر بدری صحابہ کا زیادہ ہاتھ تھا۔

اس منہم کے لئے جب لشکر مرتب کیا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بطور خاص ایسے مجاہدوں کی بھرتی کی جو زیادہ سے زیادہ دین کی باتیں جانتے تھے۔ حافظوں اور قاریوں کی بڑی تعداد اس لڑائی میں شریک ہوئی تھی۔

۹۔ طبری۔ پست قد، زرد رُو اور نکٹا (ابن اشیر)

۱۰۔ حضرت خالد نے اسے انفرادی لڑائی کے لئے لٹکالا تھا۔ وہ مقابلے کے لئے نکلا تو لیکن صلح کی شرائط پر گفتگو کرتے کرتے حضرت خالد کی جست و خیز دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگا اور لڑائی اب آخری مرحلے میں داخل ہو گئی۔ حضرت خالد نے جنگ کا پانسہ پلٹنے کے لئے تین تدبیریں اختیار کیں:-

(۱)۔ قبیلہ داری بنیاد پر صفت بندی کر کے مجاہدوں کے جذبات کو ابھارا۔

(ب)۔ خود مبارزت طلب کر کے اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھائی اور دشمن کے نبرد آزمائوں کو قتل کیا۔ اپنے بہادروں کو مارے جاتے دیکھ کر بنو حنیفہ کا حوصلہ گر گیا۔

(ج)۔ تیز و تند جارحانہ اقدام، جس کی وجہ سے دشمنی باغ میں قلعہ بند ہونے کے باوجود بچ نہ سکا۔

۱۱۔ طبری (قومِ یمامہ کے واقعات۔ براہ بن مالک) ابن اشیر (خلافت راشدہ۔ جنگ یمامہ۔ براہ بن مالک) آمد الغابہ (جلد دوم صفحہ ۳۵۳) ابو دھانہ

۱۲۔ فتوح البلدان۔

مسلمانوں نے باغ کا دروازہ کھول دیا تھا اسکے بعد جو رن پڑا وہ یمامہ والوں کے لئے قیامت خیز ثابت ہوا۔

۱۳۔ بخاری (باب مغازی)

۱۴۔ چچے سوساٹھ مسلمان شہید ہوئے (ابن اشیر)

مسلمانوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا تھا کہ لڑائی میں ستر حفاظ اور قاری شہید ہوئے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اسی سانے کے بعد کلام اللہ کتابی صورت میں جمع کیا گیا۔ یہ خیال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں آیا۔ (ابوداؤد۔ بخاری)

ڈوزی نے لکھا ہے باغ موت میں دس ہزار مرتدین مارے گئے۔ یہ جملہ مقتولین کی تعداد نہیں ہے۔

مرتدین کے ہلاے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو احکامات تھے اس میں ڈوزی نے تحریف کی ہے اور لکھا ہے کہ مرتدین کو تلوار سے آگ سے اذیت دے کر بے رحمی سے ہلاک کیا جائے۔

تاریخ مسلمانانِ اسپین کتاب اول فصل دوم۔

اسلام اذیت سے ہلاک کرنے کو سنتِ منہم کرنا ہے حضرت ابوبکر نے اس کو نبی حکم نہیں دیا تھا۔